بِسمِ اللہ الرّحمٰن الرّحیم

ماہنامہ

اخبار احمدیہ

جرمنی

جماعت احمدیہ

جرمنی کا ترجمان

نگران: مبارک احمد تنویر انچارج شعبہ تصنیف مدیر: حامد اقبال

جلد نمبر 16 شمارہ نمبر 11 ماہ نبوت 1390 ہجری شمسی بمطابق نومبر 2011ء

قرآن کریم

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ وَاتَّقُوا اللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ خَبِیْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

(الحشر:19)

ترجمہ: اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور ہر جان یہ نظر رکھے کہ وہ کل کے لئے کیا آگے بھیج رہی ہے اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔

(بیان فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ)

حدیث

حضرت ابو ایوب انصاریؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

”کسی شخص کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ قطع تعلق کرے اور جب دونوں ایک دوسرے سے ملیں تو ادھر ادھر منہ پھیر لیں۔ فرمایا ان دونوں میں بہتر وہ ہے جو سلام میں پہل کرے“۔

(صحیح بخاری کتاب الادب باب الھجرہ)

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

”تقویٰ کے معنی ہیں بدی کی باریک راہوں سے پرہیز کرنا، مگر یاد رکھو نیکی اتنی نہیں ہے کہ ایک شخص کہے کہ میں نیک ہوں اس لئے کہ میں نے کسی کا مال نہیں لیا، نقب زنی نہیں کی، چوری نہیں کرتا، بدنظری اور زنا نہیں کرتا، ایسی نیکی عارف کے نزدیک ہنسی کے قابل ہے کیونکہ اگر وہ ان بدیوں کا ارتکاب کرے اور چوری یا ڈاکہ زنی کرے تو وہ سزا پائے گا۔ پس یہ کوئی نیکی نہیں کہ جو عارف کی نگاہ میں قابل قدر ہو بلکہ اصلی اور حقیقی نیکی یہ ہے کہ نوعِ انسان کی خدمت کرے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں کامل صدق اور وفاداری دکھلائے اور اس کی راہ میں جان تک دے دینے کو تیار ہو۔ اسی لئے یہاں فرمایا ہے اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِیْنَ ھُمْ مُّحْسِنُوْنَ ۔ یعنی اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ ہے جو بدی سے پرہیز کرتے ہیں اور ساتھ ہی نیکیاں بھی کرتے ہیں۔

یہ خوب یاد رکھو کہ نرا بدی سے پرہیز کرنا کوئی خوبی کی بات نہیں جب تک اس کے ساتھ نیکیاں نہ کرے۔ بہت سے لوگ ایسے موجود ہوں گے جنہوں نے کبھی زنا نہیں کیا، خون نہیں کیا، چوری نہیں کی، ڈاکہ نہیں مارا۔ اور باوجود اس کے اللہ تعالیٰ کی راہ میں کوئی صدق و وفا کا نمونہ انہوں نے نہیں دکھایا یا نوعِ انسان کی کوئی خدمت نہیں کی۔ اور اس طرح پر کوئی نیکی نہیں کی۔ پس جاہل ہوگا وہ شخص جو ان باتوں کو پیش کر کے اسے نیکوکاروں میں داخل کرے کیونکہ یہ تو بدچلنیاں ہیں صرف اتنے خیال سے اولیاء اللہ میں داخل نہیں ہو جاتا بدچلنی کرنے والے، چوری یا خیانت کرنے والے، رشوت لینے والے کے لیے عادت اللہ میں ہے کہ اسے یہاں سزا دی جاتی ہے۔ وہ نہیں مرتا جب تک سزا نہیں پا لیتا۔ یاد رکھو کہ صرف اتنی ہی بات کا نام نیکی نہیں ہے۔

تقویٰ ادنیٰ مرتبہ ہے اس کی مثال تو ایسی ہے جیسے کسی برتن کو اچھی طرح سے صاف کیا جاوے تا کہ اس میں اعلیٰ درجہ کا لطیف کھانا ڈالا جائے۔ اب اگر کسی برتن کو خوب صاف کر کے رکھ دیا جائے لیکن اس میں کھانا نہ ڈالا جائے تو کیا اس سے پیٹ بھر سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ کیا وہ خالی برتن طعام سے سیر کر دے گا؟ ہرگز نہیں۔ اسی طرح تقویٰ کو سمجھو۔ تقویٰ کیا ہے۔ نفس امارہ کے برتن کو صاف کرنا ہے“۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 502-503۔ ایڈیشن 2033)

”متقی بننے کے واسطے یہ ضروری ہے کہ بعد اس کے کہ موٹی باتوں جیسے زنا، چوری، تلف حقوق، ریاء، عجب، حقارت، بخل کے ترک میں پکا ہو تو اخلاق رذیلہ سے پرہیز کر کے ان کے بالمقابل اخلاق فاضلہ میں ترقی کرے۔ لوگوں سے مروت، خوش خلقی، ہمدردی سے پیش آوے۔ خدا تعالیٰ کے ساتھ سچی وفا اور صدق دکھلاوے، خدمات کے مقام محمود تلاش کرے۔ ان باتوں سے انسان متقی کہلاتا ہے اور جو لوگ ان باتوں کے جامع ہوتے ہیں۔ وہی اصل متقی ہوتے ہیں“۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 680۔ ایڈیشن 2003)

روزہ رکھنے کی تحریک

پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مؤرخہ 7۔ اکتوبر 2011ء کے خطبہ جمعہ میں دعاؤں اور عبادات کی طرف توجہ دلائی اور ہفتہ میں ایک دن روزہ رکھنے کی بھی تلقین فرمائی آپ نے فرمایا:

”پاکستان میں رہنے والے احمدیوں کو میں خاص طور پر توجہ دلانی چاہتا ہوں کہ دعاؤں کو صرف عام دعائیں ہی نہیں بلکہ خاص دعاؤں کی طرف اب پہلے سے بڑھ کر توجہ دیں۔ بلکہ ان دعاؤں کے ساتھ ساتھ ہفتہ میں ایک نفلی روزہ بھی رکھنا شروع کر دیں“

مؤرخہ 14 اکتوبر 2011 کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے روزہ رکھنے کی تاکید کرتے ہوئے فرمایا:

”مناسب ہوگا کہ جماعتی طور پر ایک ہی دن روزہ رکھا جائے۔ ہر مقامی جماعت اپنے طور پر بھی فیصلہ کر سکتی ہے لیکن بہتر یہی ہے کہ مقامی جماعت میں بھی ایک فیصلہ ہو۔ پیر یا جمعرات کے دن رکھ لیا جائے۔ یہی پاکستان کے احمدیوں کو میں نے کہا تھا۔ بہرحال جو میں نے تحریک کی تھی اس کی طرف بھرپور توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ جماعت کو“

تمام احباب جماعت پیارے امام کی تحریک پر لبیک کہتے ہوئے عمل پیرا ہوں۔

حدیث وتشریح

اعمال کا اجر نیّت کے مطابق ملتا ھے

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَاِنَّمَا لِكُلِّ امْرِءٍ مَّا نَوٰى

(بخاری)

ترجمہ: حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اعمال نیتوں کے ساتھ ہوتے ہیں اور ہر شخص اپنی نیت کے مطابق بدلہ پاتا ہے۔

تشریح:

یہ لطیف حدیث انسانی اعمال کے فلسفہ پر ایک اصولی روشنی ڈالتی ہے ظاہر ہے کہ بظاہر نیک نظر آنے والے اعمال بھی کئی قسم کے ہوتے ہیں بعض کام محض عادت کے طور پر کئے جاتے ہیں اور بعض کام دوسروں کی نقل میں کئے جاتے ہیں اور بعض کام ریا اور دکھاوے کے طور پر کئے جاتے ہیں لیکن ہمارے آقا آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ یہ سب کام خدائے اسلام کے ترازو میں بالکل بے وزن اور بے سود ہیں اور صحیح عمل وہی ہے جو دل کے سچے ارادہ اور نیت کے خلوص کے ساتھ کیا جائے۔ اور یہی وہ عمل ہے جو خدا کی طرف سے حقیقی جزا پانے کا مستحق ہوتا ہے۔ حق یہ ہے کہ جب تک انسان کا دل اور اس کی زبان اور اس کے جوارح یعنی ہاتھ پاؤں وغیرہ کسی عمل کے بجالانے میں برابر کے شریک نہ ہوں وہ عمل کچھ حقیقت نہیں رکھتا۔ دل میں سچی نیت ہو۔ زبان سے اس نیّت کی تصدیق ہو اور ہاتھ پاؤں اس نیّت کے عملی گواہ ہوں۔ تو تب جا کر ایک عمل قبولیت کا درجہ حاصل کرتا ہے۔ اگر کسی شخص کے دل میں سچی نیّت نہیں تو وہ منافق ہے۔ اگر اس کی زبان پر اس کی نیّت کی تصدیق نہیں تو وہ بزدل ہے۔ اور اگر اس کے ہاتھ پاؤں اس کی بیان کردہ نیّت کے مطابق نہیں تو وہ بدعمل ہے پس عمل وہی ہے جس کے ساتھ نیّت شامل ہو۔

پاک نیّت سے انسان اپنے بظاہر دنیوی اعمال کو بھی اعلیٰ درجہ کے دینی اعمال بنا سکتا ہے چنانچہ آنحضرت ﷺ دوسری جگہ فرماتے ہیں کہ اگر ایک خاوند اس نیّت سے اپنی بیوی کے منہ میں لقمہ ڈالتا ہے کہ میرے خدا کا یہ منشاء ہے کہ میں اپنی بیوی کا خرچ مہیا کروں اور اس کے آرام کا خیال رکھوں تو اس کا یہ فعل بھی خدا کے حضور ایک نیکی شمار ہوگا مگر افسوس ہے کہ دنیا میں لاکھوں انسان صرف اس لئے نماز پڑھتے ہیں کہ انہیں بچپن سے نماز کی عادت پڑ چکی ہے اور لاکھوں انسان صرف اس لئے روزہ رکھتے ہیں کہ ان کے ارد گرد کے لوگ روزہ دار ہوتے ہیں اور لاکھوں انسان صرف اس لئے حج کرتے ہیں کہ تا کہ لوگوں میں ان کام حاجی مشہور ہو اور وہ نیک سمجھے جائیں اور ان کے کاروبار میں ترقی ہو۔ ہمارے آقا (فداہ نفسی) کی یہ حدیث ایسے تمام اعمال کو باطل قرار دیتی ہے اور ایک باطل عمل خواہ وہ ظاہر میں کتنا ہی نیک نظر آئے خدا کے حضور کوئی اجر نہیں پا سکتا۔ لاریب سچا عمل وہی ہے جس کے ساتھ سچی نیت ہو۔ اور عمل کا اجر بھی نیت کے مطابق ہی ملتا ہے۔

(چوالیس جواہر پارے صفحہ نمبر 26 تا 27)

مشعلِ راہ

ہر احمدی مضطر بن کر دعا کرے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مؤرخہ 7 اکتوبر 2011 کے خطبہ جمعہ میں احمدیوں کے ساتھ ہونے والے سلوک اور خصوصاً پاکستانی احمدیوں پر ہونے والے مظالم اور تکلیفوں پر ان کے صبر کے نمونہ دکھانے اور آئندہ مزید خدا کے آگے جھکنے اور اپنی دعاؤں میں اضطرار پیدا کرنے کے متعلق ارشاد فرمایا:

”ان صبر کے جذبات کو نتیجہ خیز بنانے کا ایک ہی ذریعہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے آگے جھک جائیں دعاؤں سے اپنی سجدہ گاہیں تر کرلیں۔ اللہ تعالیٰ کے عرش کے پائے ہلانے کے لئے وہ حالت پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ جس نے صحابہ رضوان اللہ علیہم کے لئے فتوحات کے دروازے کھول دیئے تھے۔ آج دعائیں ہی ہیں جو ہمارے دلوں کو ان لوگوں کے چرکے لگانے اور حملوں سے محفوظ رکھ سکتی ہیں۔ یہ دعائیں ہی ہیں جو ہمیں ان لوگوں سے محفوظ رکھ سکتی ہیں۔ مخالفین کی اسلام کے نام پر، حضرت محمد ﷺ کے نام پر، احمدیت دشمنی میں جس قدر تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے اسی قدر تیزی سے ہمیں دعاؤں کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے بلکہ اس سے بڑھ کر ہونی چاہیے تاکہ ہم اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جلد جذب کرنے والے بنیں۔“

”پس آج ہر احمدی کو خاص طور پر اضطراری حالت میں یہ دعائیں کرنی چاہئیں اور پھر پاکستان کے احمدیوں کو تو پاکستان کے حالات کے حوالے سے خاص طور پر بہت زیادہ کرنی چاہئیں۔ احمدیوں پر ظلم کی انتہا سے خدا تعالیٰ کی تقدیر کو جلد تر اپنے حق میں پورا کروانے کی کوشش کرنے والے بنیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں انفرادی طور پر اور اجتماعی طور پر بھی ایسی دعاؤں کی توفیق دے جو اس کے رحم اور فضل کو کھینچنے والی ہوں۔ ہم ایسی دعائیں کرنے والے ہوں جو عرشِ الٰہی کو ہلا دیں اور اللہ تعالیٰ اپنی فوجوں کو حکم دے، اپنے فرشتوں کو حکم دے کہ جاؤ اور جا کر ان مظلوموں کی مدد کرو۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں کو یہ کہے کہ جو مجھے اس دعا کے ساتھ پکار رہے ہیں کہ انی مغلوب فانتصر اے میرے خدا! میں مغلوب ہوں میرا انتقام دشمنوں سے لے فسحقھم تسحیقا۔ پس ان کو پیس ڈال۔ پس جاؤ اور ان مظلوموں اور بے کسوں کی مدد کرو جن کو اکثریت اپنی اکثریت کے زعم میں ظلموں کا نشانہ بنا رہی ہے۔ جن کو حاکم ظالمانہ قوانین کے تحت ہر حق سے محروم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ جنکو مذہب کے نام نہاد ٹھیکیدار اسلام کے نام پر صفحۂ ہستی سے مٹانے کے دعوے کر رہے ہیں، جن کا قصور صرف اتنا ہے کہ انہوں نے میرے فرستادے کی آواز پر یہ اعلان کیا کہ ہم نے منادی کی آواز کو سنا اور ہم ایمان لائے۔ پس اے فرشتوں! جاؤ اور دنیا کو ان کی مدد کر کے بتا دو کہ یہ لوگ میری آواز پر لبیک کہنے والے ہیں۔ پس میں ان کا والی ہوں اور میں ان کا حامی مددگار ہوں۔۔۔“

”پس خدا کے اس پیار کے سلوک کو حاصل کرنے کے لئے ہر احمدی خدا تعالیٰ کے آگے جھک جائے، دعائیں کرے، یہاں تک کہ عرشِ الٰہی سے ہمارے دشمنوں کے خلاف ہماری مدد کا حکم جاری ہو جائے۔ ہم کمزور ہیں، ہم ان حرکتوں کا بدلہ نہیں لے سکتے جو یہ لوگ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق نازیبا الفاظ استعمال کر کے کر رہے ہیں۔ پس ایک ہی علاج ہے کہ اپنی سجدہ گاہوں کو تر کریں۔ اپنے مولیٰ، بے کسوں کے والی اور مظلوموں کے حامی کو پکاریں۔ آنحضرت ﷺ کے خدا کو پکاریں جس نے کمزور اور نہتے مسلمانوں کو محکوم سے حاکم بنا دیا، جس نے دشمن کا ہر مکر ان پر الٹا دیا۔

پس اے خدا! آج ہم تجھ سے تیری رحمت اور جلال کا واسطہ دے کر یہ دعا کرتے ہیں کہ یہ زمین جو تیرے پیارے رسول کے ماننے کا دعویٰ کرنے والوں نے اپنے ملکوں میں، اپنے مفادات اور اناؤں کی تسکین کے لئے تیرے مظلوم بندوں پر تنگ کی ہوئی ہے، یہ لوگ اسے ہمارے لئے خاردار اور جنگل بنانے کی کوشش کر رہے ہیں، اپنی رحمت خاص سے اسے ہمارے لئے جنت بنا دے۔ ہمارے لئے اسے گل و گلزار کر دے۔ ہمیں تقویٰ میں ترقی کرنے والا بنا دے۔ ہمیں اپنا نہ ختم ہونے والا وصال عطا فرما۔ ہماری دعاؤں کو ہمیشہ قبولیت بخش۔ ہمیں امّتِ مسلمہ کی اکثریت کو نام نہاد علماء کے چنگل سے نکال کر اپنے حبیب کے عاشقِ صادق کی جماعت میں شامل کرنے کی توفیق عطا فرما تاکہ امتِ مسلمہ خیر امت ہونے کا حق ادا کرنے والی بن جائے اور دنیا کو ظلم سے پاک کرے۔ اے ارحم الراحمین خدا! تو ہم پر رحم فرماتے ہوئے ہمیں اس کی توفیق عطا فرما۔

(خطبہ جمعہ مؤرخہ 7 اکتوبر 2011)

قسط سوم

کلیمنٹ لنڈلے ریگ

Clement Lindley Wragge

''ایک احمدی ماہر موسمیات''

مکرم طارق حیات صاحب

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے 19 مئی 2006ء کے خطبہ جمعہ میں فرمایا:

''نیوزی لینڈ میں ڈاکٹر کلیمنٹ ریگ کے پوتے اور پوتی سے بھی ملنے کا موقع ملا۔ ان سے رابطہ بھی اللہ کے فضل سے اتفاق سے ہو گیا۔ پہلے تو مجھے نصیر قمر صاحب نے چلنے سے پہلے لکھا تھا کہ اس طرح یہ وہاں رہتے ہیں۔ اور ان کے بارہ میں بتاتا ہوں کہ کون تھے۔ پھر نیشنل پریذیڈنٹ کو ہم نے لکھا انہوں نے انٹرنیٹ پر مختلف آرگنائزیشن سے رابطہ کر کے پتہ کروایا کیونکہ یہ ایک مشہور سائنسدان تھے۔ ان کے خاندان کا پتہ لگ گیا۔ یہ ڈاکٹر کلیمنٹ جو ہیں یہ 1908ء میں ہندوستان آئے تھے اور مختلف جگہوں پر لیکچر دیتے رہے۔ نیوزی لینڈ کے رہنے والے تھے اور آسٹرانومی کے ماہر تھے۔ لاہور میں جب انہوں نے لیکچر دیئے تو وہاں حضرت مفتی محمد صادق صاحب کو پتہ چلا تو انہوں نے انکا لیکچر سنا اور اس کے بعد ان سے رابطہ کیا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں بتایا تو ڈاکٹر کلیمنٹ نے حضرت مسیح موعود کو ملنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ پہلے تو کہا کہ ابھی چلیں میرے ساتھ۔ انہوں نے کہا کہ ابھی تو نہیں چل سکتے۔ وقت لے کے۔ تو پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے وقت لیا اور 12 مئی 1908ء کو پہلی ملاقات ہوئی اور پھر 18 مئی 1908ء کو دوسری ملاقات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وقت لے کے انہوں نے کی اور بڑی تفصیل سے مختلف موضوعات پر سوال جواب ہوئے۔ کائنات کے بارے میں، روح کے بارے میں، مذہب کے بارے میں، خدا تعالیٰ کے بارے میں۔ تو بہر حال ان سوالوں کے ایک لمبی تفصیل ہے جو ملفوظات میں بھی اور ریویو کے انگریزی حصے میں بھی چھپی ہوئی ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے اس گفتگو کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عرض کیا۔ میں تو سمجھتا تھا کہ سائنس اور مذہب میں بڑا تضاد ہے جیسا کہ عام طور سے علماء میں مانا گیا ہے مگر آپ نے تو اس تضاد کو بالکل اٹھا دیا ہے۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ یہی تو ہمارا کام ہے اور یہی تو ہم ثابت کر رہے ہیں کہ سائنس اور مذہب میں بالکل اختلاف نہیں۔ پھر ڈاکٹر صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا شکریہ ادا کیا اور اس گفتگو کے بعد جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ دو سٹنگز (Sittings) ہوئی تھیں ڈاکٹر صاحب کی طبیعت پر جو اس کے اثرات تھے۔ اس کا ذکر حضرت مفتی صادق صاحب نے پھر ایک اور مجلس میں حضورؑ کی خدمت میں کیا۔ یہ 23 مئی، وفات سے چند دن قبل کا واقعہ ہے کہ اس کی طبیعت میں اتنا فرق پڑ گیا ہے کہ بالکل خیالات بدل گئے ہیں۔ کہیں تو وہ حضرت عیسیٰؑ کی مثالیں دیا کرتا تھا اور کفارہ کا ذکر کیا کرتا تھا مگر اب اپنے لیکچروں خدا کی کبریائی اور بڑائی بیان کرتا ہے۔ اور پہلے ڈارون کی تھیوری کا قائل تھا مگر اب کیفیت یہ ہے کہ ''ڈارون کا قول ہے'' اس طرح ذکر کر کے بات کرتا ہے۔ اور اپنے لیکچر میں یہ شروع کر دیا ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کو سمجھایا تھا کہ حقیقت میں انسان اپنی حالت میں خود ترقی کرتا ہے۔ تو یہ ڈاکٹر صاحب بعد میں حضرت مفتی صاحب سے رابطہ میں رہے گو کہ صحیح ریکارڈ نہیں ہے لیکن غالب امکان ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی صحبت کی وجہ سے ایمان لے آئے تھے اور مسلمان ہو گئے تھے۔ ان کے پوتے اور پوتی کو جب پتہ چلا ان سے رابطہ کیا ان کو بتایا کہ میں اس طرح آرہا ہوں اور ملنا بھی ہے تو انہوں نے بھی ملنے کا اظہار کیا اور Reception میں آئے اور بعد میں دونوں بیٹھے بھی رہے باتیں ہوتی رہیں دونوں کافی بڑی عمر کے ہیں۔ یعنی بڑی عمر سے مراد 55-60 سال کے۔ پوتے کو زیادہ علم نہیں تھا لیکن پوتی نے کہا کہ ڈاکٹر صاحب مسلمان ہو گئے تھے اور ہندوستان سے واپس آنے کے بعد پہلی بیوی نے علیحدگی لے لی تھی۔ انہوں نے دوسری شادی ہندوستان میں کی تھی اور بتایا کہ ہم اس دوسری بیوی کی نسل میں سے ہیں۔ مزید میں نے استفسار کیا کاغذات کے بارے میں کہ کس طرح مسلمان ہوئے، کب بیعت کی، کس طرح کیا۔ انہوں نے بتایا کہ ان کے بہت سارے کاغذات تھے لیکن آگ لگنے کی وجہ سے سارا ریکارڈ ضائع ہو گیا، کوئی خط وکتابت محفوظ نہیں ہے۔ لیکن بہر حال اس بات پر انہوں نے یقینی کہا کہ ان کی موت اسلام کی حالت میں ہوئی تھی اور وہ اپنے آپ کو مسلمان ہی کہتے رہتے تھے۔ اور اس لحاظ سے قیاس کیا جا سکتا ہے کیونکہ حضرت مفتی محمد صادق صاحب کی وجہ سے اسلام میں داخل ہوئے تھے اس لئے احمدی ہوئے ہوں گے۔ بہر حال ان کی قبر بھی وہاں قریب ہی آکلینڈ میں ایک جگہ پر ہے۔ ان کے پوتے اور پوتی کو بھی لٹریچر دیا۔ نیوزی لینڈ کے پریذیڈنٹ صاحب کو بھی کہا کہ ان سے رابطہ رکھیں۔ اللہ کرے کہ ان لوگوں کے دل میں بھی حق کی پہچان کی طرف توجہ پیدا ہو جائے۔''

(خطبات مسرور جلد چہارم صفحہ: 252-253)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورہ نیوزی لینڈ کے دوران مورخہ 6 مئی 2006ء کو ایک استقبالیہ تقریب منعقد ہوئی جس کے اختتام پر حضور انور کی پروفیسر ریگ کے پوتے اور پوتی سے ملاقات ہوئی۔ تفصیل اس طرح پر ہے:

''ان آنے والے مہمانوں میں پروفیسر Clement Lindley Wragge کا ایک پوتا Stewirt Wragge اور ایک پوتی Catherine Wragge بھی شامل تھے اور ان دونوں کو خصوصی طور پر تلاش کر کے آج کی اس تقریب کے لئے مدعو کیا گیا تھا۔

پروفیسر Lindley Wragge کا تعارف یہ ہے کہ یہ غیر معمولی قابلیت اور جرأت کے انسان تھے۔ انگلستان جہاں پیدا ہوئے وہاں Law, Navigation, Meteorology میں اعلیٰ تعلیم حاصل کی اور موسمیات اور علم ہیئت (Astronomy) کے میدانوں میں اپنا لوہا منوایا۔ آسٹریلیا میں بھی لمبا عرصہ قیام کیا وہاں آپ کو ایک اتھارٹی تسلیم کیا جاتا ہے۔

آپ ہندوستان کے سفر کے دوران قادیان بھی آئے اور 12 مئی، 18 مئی 1908ء کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سے دو بار ملاقات کی (سہو معلوم ہوتا ہے۔ یہ ملاقاتیں قادیان میں نہیں بلکہ احمدیہ بلڈنگز لاہور میں ہوئی تھیں۔ نیز پروفیسر ریگ کا قادیان حاضر ہونا ثابت نہیں۔ طارق) اس ملاقات میں ان کے ساتھ ان کی بیوی اور چھوٹا لڑکا بھی تھا۔ پروفیسر صاحب نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سے مختلف سوالات کئے۔ حضرت اقدس مسیح موعود نے ان کے جوابات عطا فرمائے۔ حضرت اقدس مسیح موعود کے ملفوظات میں ان دونوں ملاقاتوں کا تفصیل سے ذکر ہے۔

حضرت مفتی محمد صادق صاحب جو ان پروفیسر صاحب کو اپنے ساتھ لائے تھے نے بھی اپنی کتاب ''ذکر حبیب'' میں پروفیسر Wragge کا حضرت اقدس مسیح موعود سے ملاقات کا بڑی تفصیل سے ذکر کیا ہے۔

پہلی ملاقات میں پروفیسر صاحب نے حضرت مسیح موعود سے عرض کیا کہ میں اور میری بیوی آپ کی ملاقات کو موجب فخر سمجھتے ہیں۔ جس کے جواب میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا میں بھی آپ کی ملاقات سے بہت خوش ہوں۔ اس کے بعد پروفیسر صاحب اپنے مضامین اور تحقیق کے حوالہ سے مختلف سوالات عرض کرتے رہے اور حضرت اقدس مسیح موعود جوابات عطا فرماتے رہے۔

ہندوستان کے اس سفر کے بعد آپ نیوزی لینڈ چلے گئے تھے۔ بعد میں حضرت مفتی محمد صادق صاحب سے آپ کی خط وکتابت رہی۔

حضرت مفتی محمد صادق صاحب پروفیسر ریگ کے بارہ میں لکھتے ہیں کہ پروفیسر بعد میں احمدی

Vol. 16 Monthly **Akhbar-e-Ahmadiyya** Germany Issue 11

,Ahmadiyya Muslim Jamaat,National Shoba Tasneef, , Genfer Str.11, 60437 Frankfurt/M, Tel:069-50688652,Email:akhbar.ahmadiyya@hotmail.com

ہو گیا تھا اور مرتے دم تک اس عقیدہ پر قائم اور اس کے خطوط میرے پاس آتے رہے۔

گزشتہ دو تین مہینوں سے جماعت آسٹریلیا اور جماعت نیوزی لینڈ نے پروفیسر صاحب کے عزیزوں اور اولاد کو تلاش کرنے کے بارہ میں بہت تحقیق کی ہے۔ جماعت آسٹریلیا نے نیوزی لینڈ میں اس گھر کا پتہ لگا لیا جہاں پروفیسر مرحوم رہا کرتے تھے۔ پھر ان کی تصاویر بھی حاصل کرلیں۔ اس قبرستان اور قطعہ کا بھی پتہ لگا لیا جہاں یہ مدفون ہیں۔ ان معلومات کی بناء پر جماعت نیوزی لینڈ نے مزید تحقیق کی اور بالآخر 1922ء کے بعد جو پروفیسر صاحب کی وفات کا سال ہے، یعنی 84 سال بعد ان کے پوتے اور پوتی Grand Son اور Grand Daughter سے رابطہ کرنے میں کامیاب ہوگئی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ان سے مل کر بہت خوشی کا اظہار فرمایا اور فرمایا آپ دونوں میرے دفتر آجائیں میں آپ سے ملنا چاہتا ہوں اور باتیں کرنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ قریباً نصف گھنٹہ تک حضور انور ان سے گفتگو فرماتے رہے اور صدر صاحب جماعت نیوزی لینڈ سے تفصیل دریافت فرمائی کہ ان کو کس طرح تلاش کیا گیا ہے۔ اس پر صدر صاحب نیوزی لینڈ نے بتایا کہ ان کے بارہ میں جماعت آسٹریلیا کی طرف سے ہونے والی تحقیق ملنے پر ہم نے یہاں پر Astronomical Society سے رابطہ کیا اور ان کے خاندان کے بارہ میں دریافت کیا۔ جس پر انہوں نے بتایا کہ آپ Birkenhead Historical Society سے رابطہ کریں۔ چنانچہ ہم نے ویب سائٹ پر اس سوسائٹی سے رابطہ کیا اور پروفیسر Wragge کے عزیزوں کے بارہ میں دریافت کیا اور اپنا تعارف کروایا کہ احمدیہ کمیونٹی نیوزی لینڈ کا صدر ہوں اور ہم پروفیسر ریگ کے عزیزوں کو ڈھونڈ رہے ہیں۔ اس پر ان دونوں نے بذریعہ ای میل رابطہ کیا اس طرح ہمارا ان سے رابطہ قائم ہوگیا۔

حضور انور نے ان دونوں سے دریافت فرمایا کہ کیا آپ کو علم ہے کہ آپ کے دادا احمدی تھے۔ انہوں نے دین حق قبول کرلیا تھا۔ ان دونوں نے بتایا کہ ہمیں علم ہے کہ انہوں نے دین حق قبول کرلیا تھا۔ پروفیسر صاحب کی ایک بیوی انڈیا سے تھی جو ہماری دادی ہے لیکن ہم اپنی دادی سے نہیں مل سکے۔

حضور انور نے دریافت فرمایا کہ کیا آپ کے دادا کے پاس احمدیت کا لٹریچر تھا اور کچھ کتب وغیرہ تھیں۔ انہوں نے بتایا کہ ان کی کتب وغیرہ میوزیم میں موجود ہیں۔ چونکہ یہ پروفیسر صاحب سائنٹسٹ تھے اس لئے ان کی کتب وغیرہ اور دیگر مسودات کو ایک میوزیم میں رکھا گیا ہے۔ ان کی بعض چیزیں آگ لگ جانے کی وجہ سے ضائع بھی ہوگئی ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ پروفیسر صاحب کی آسٹریلین بیوی سے سات بچے ہیں۔ ہم دونوں کا باپ انڈین بیوی سے تھا۔

حضور انور نے دریافت فرمایا کہ کیا آپ کبھی اپنے دادا کی قبر پر گئے ہیں جس پر ان کی پوتی نے بتایا کہ میں دو سال قبل گئی تھی۔

حضور انور نے دریافت فرمایا کہ کیا آپ کے دادا نے آپ کو کبھی احمدیت کی دعوت دی۔ جس کے جواب میں انہوں نے بتایا کہ ہم اتنا جانتے ہیں کہ وہ بہت نیک سیرت اور بالکل جدا اور مختلف آدمی تھا اور اس نے دین حق قبول کیا تھا۔

حضور انور از راہ شفقت ان سے مختلف باتیں دریافت فرماتے رہے۔ آخر پر حضور انور نے ان دونوں کو کتاب ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' ان کے نام لکھ کر اور اپنے دستخط کر کے دی اور فرمایا آپ اس کو پڑھیں آپ کو دین حق کے بارہ میں پتہ چلے گا۔ ان دونوں نے حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت حاصل کی۔ اس کے بعد کیتھرین ریگ (Catherine Wragge) حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا سے بھی ملیں۔''

(روزنامہ الفضل ربوہ۔ 31 مئی 2006ء صفحہ:4)

اسی طرح دورہ نیوزی لینڈ کی رپورٹنگ میں مورخہ 7 مئی 2006ء کی مصروفیات بتاتے ہوئے ''پروفیسر کلیمنٹ کی قبر پر دعا'' کے عنوان سے درج ہے کہ

''پروگرام کے مطابق ساڑھے تین بجے حضور انور اپنی رہائش گاہ سے باہر تشریف لائے اور ملک کے دارالحکومت Auckland کے بعض خوبصورت علاقوں کے وزٹ کے لئے روانگی ہوئی۔ لیکن سب سے پہلے حضور انور قبرستان Pompallier تشریف لے گئے۔ جہاں پروفیسر Clement Lindley Wragge کی قبر ہے۔ پروفیسر ریگ کے بارہ میں گزشتہ رپورٹ میں ذکر گزر چکا ہے۔ مرحوم 1852ء میں پیدا ہوئے۔ مئی 1908 میں قادیان میں اپنی اہلیہ اور بیٹے کے ساتھ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سے دو بار ملے۔ (یہاں سہو معلوم ہوتا ہے۔ یہ ملاقاتیں قادیان میں نہیں، بلکہ لاہور میں ہوئی تھیں) اور بعض سوالات دریافت کئے جن کے حضرت مسیح موعود نے تفصیلی جوابات دیئے۔ بعد میں نیوزی لینڈ آگئے اور حضرت مفتی محمد صادق صاحب کے ساتھ ان کی خط وکتابت رہی اور انہوں نے قبول احمدیت کی توفیق پائی اور مرتے دم تک احمدیت پر قائم رہے اور 10 دسمبر 1922ء کو وفات پائی۔

ان کی قبر Pompallier قبرستان کے ایک حصہ Anglican قبرستان کے بلاک B کے پلاٹ نمبر 47 میں ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے پروفیسر مرحوم کی قبر پر دعا کی۔ احباب جماعت بھی حضور انور کے ساتھ دعا میں شامل ہوئے۔''

(روزنامہ الفضل ربوہ۔ یکم جون 2006 صفحہ:5)

آخر پر دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تعلیم سے وابستہ تمام احمدی بچوں اور بچیوں کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کی روشنی میں کبھی بھی کسی احساس کمتری کا شکار نہ ہونے دے اور ساری دنیا میں پھیلے ہوئے سب احمدی احباب اپنے اپنے دائرہ عمل میں غیر معمولی مقام حاصل کرنے والے ہوں۔ آمین ثم آمین

مانا کہ اس زمین کو نہ گلزار کر سکے
کچھ خار کم تو کر گئے گزرے جدھر سے ہم

Tag der öffenen Tür یومِ مساجد

مؤرخہ 3 اکتوبر 2011 کو جرمنی بھر میں یوم مساجد کا دن منایا گیا۔ دو جماعتوں سے موصول ہونے والی رپورٹ کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

طاہر مسجد کوبلنز

طاہر مسجد کوبلنز کا پروگرام کامیاب ہوا۔ دو ہفتے قبل تیاریاں شروع کی گئیں مسجد کو دیدہ زیب اور خوبصورت بنایا گیا۔ Media کے ذریعے تمام اہم اخبارات میں اس دن کے بارے میں خبر شائع کی گئی خصوصاً اوبر برگا ماسٹر نے اپنی طرف سے لوگوں سے اپیل کی وہ مسجد کو ضرور وزٹ کریں اور خود بھی آنے کا وعدہ کیا۔

3 اکتوبر کے سارا دن بڑی رونق رہی کثیر تعداد نے مسجد کا وزٹ کیا شام تک کل مہمانوں کی حاضری 530 تک رہی جن میں اوبر برگا ماسٹر بھی شامل تھے۔ مختلف سٹال لگائے گئے ۔ 17 جرمن تراجم والے قرآن کریم فروخت ہوئے۔ دو جرمن خواتین نے بیعت کرنے کا اظہار کیا۔

عزیز مسجد ریڈشٹڈ

لوکل امارت ریڈشٹڈ چار شہروں پر مشتمل ہے ان چاروں شہروں میں ڈھائی ہزار کی تعداد میں مرکز سے موصول ہونے والے دعوت نامے کو ذیلی تنظیموں کے ذریعے مختلف سکولوں اور اسی انفرادی رابطے والے جرمن احباب میں تقسیم کیے گئے۔ اسی طرح اخبارات میں بھی اعلان شائع کروایا گیا۔

3 اکتوبر کے دن کل 80 مہمانوں نے مسجد کا وزٹ کیا (78 جرمن، 2 مورو کو) آنے والی اہم شخصیات میں نائب کمشنر گروس گیراؤ، مقامی گرجا کی پادری خاتون، نائب میئر ریڈشٹڈ، ہمسایہ Biebesheim کے میئر اور اسی طرح روسلز ہائیم کے پولیس کے نمائندہ نے شرکت کی۔

مہمانوں کو احمدیت کا تعارف، مسجد کا تعارف، اسلامی تعلیم کے متعلق آگاہ کیا گیا۔

اہم شخصیات کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب ''پیغام صلح'' (جرمن ترجمہ) تحفہ میں دی گئی۔

اخبارات میں سے اس کامیاب تقریب کی خبر ہفتہ وار رسالہ ''Riedstadter Nachrichten'' میں مؤرخہ 07.10.2011 کو اور ہفتہ وار رسالہ ''Ried-Information'' نے مؤرخہ 05.10.2011 کو تفصیل کے ساتھ شائع کیا۔